۳۴۔ حضرت شیخ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۱۴؍رجب ۱۰۸۴ھ — مولد: امروہہ محلّہ قریشیان

تاریخ وفات: ۴؍رمضان ۱۱۹۰ھ — مدفن: امروہہ ضلع مرادآباد

امروہہ کے تین بزرگ

حضرت شیخ عبدالباری کے پیرومرشد حضرت شیخ عبدالہادی، ان کے شیخ عضدالدین۔ یہ ہمارے سلسلہ کے یہ تین بزرگ ہیں، اور تینوں کی قبریں ایک ہی جگہ امروہہ، یوپی میں ہیں۔

ابتدائی تعلیم اور ایک فقیر کا قصہ

حضرت شیخ عبدالہادی کو والدین نے ابتدائی تعلیم شروع کرائی۔ ابھی کچھ نحو، صرف وغیرہ عربی شروع کی تھی کہ اسی دوران بچوں کے ساتھ، طلبہ کے ساتھ وہ پڑھ رہے تھے، اتنے میں کوئی مجذوب صفت، فقیرانہ ہیئت، جس طرح سائل ہوتے ہیں، ایسی ہیئت میں ایک بزرگ وہاں پہنچے۔

مولانا فضل حق صاحب نے لنکاسٹر میں جو جگہ خریدی، مجھے کوئی علم نہیں تھا کہ کسی جگہ کی خریداری کی بات چل رہی ہے، میں نے صوفی صاحب کو خواب سنایا کہ آج میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے ہندوستان میں محلے ہوتے ہیں، اسٹریٹ، تو ہمارے محلّہ میں کوئی فقیر صدا دے رہے ہیں، سائلانہ ہیئت ہے۔

میں باہر آیا، دیکھا، تو حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری! فقیرانہ لباس ہے، جس طرح مانگنے والے صدا لگاتے ہیں، بلند آواز سے وہ نعرہ لگاتے ہیں، دارالعلوم لاجپور!

صوفی صاحب نے خواب سنا۔ کچھ جواب تو نہیں دیا، مگر اسی دن پھر مولانا فضل حق صاحب کا

فون آیا ایک جگہ ہم خرید رہے ہیں تو وہ آپ کو بتانی ہے۔ تو چونکہ ان کا وطن بھی لاجپور ہے اور پھر ساری دنیا میں پھر مولانا فضل حق صاحب کو صدا لگانی پڑی، دارالعلوم لاجپور کے لئے چندہ دو۔

اس طرح فقیرانہ ہیئت میں کوئی سائل آئے، اور یہ طلبہ پڑھ رہے تھے، تو ان کو دیکھ کر طلبہ بھاگنے لگے۔ اور جب انہوں نے کوئی چیز پیش کی کہ یہ لو، کھالو، تو ان کی ہیئت وغیرہ دیکھ کر بچے بھاگنے لگے اور شیخ عبدالہادی بیٹھے رہے۔ مجذوب نے وہ چیز ان کو دی، انہوں نے کھالی۔

ایک مجذوب کا قصہ

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نوراللہ مرقدہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ ہم لوگ، طلبہ جا رہے تھے، تو راستہ میں کوئی مجذوب تھے، ان کے ہاتھ میں سیب تھا۔ تو انہوں نے کہا لو، یہ کھالو! حضرت مولانا رشید احمد صاحب نوراللہ مرقدہ نے فرمایا، مجھے نہیں چاہئے، مجھے آپ کے جیسا نہیں بننا۔ تو ان کے ساتھ کوئی طالب علم تھا، اس نے کھالیا۔ چند روز نہیں گزرے کہ وہ بھی انہی کے طرح ہوگئے، مجذوب، نہ دن کا خیال، نہ آسمان کی خبر، نہ زمین کی، نہ دن کی، نہ رات کی۔

یہی حال ان کا، شیخ عبدالہادی کا ہوا۔ جو دیا مجذوب نے انہوں نے کھالیا، اور کھاتے ہی ان کا حال بدل گیا۔ سب پڑھنا پڑھانا چھوڑ کر جنگل میں نکل گئے۔ سب تلاش کر رہے ہیں۔

بزرگوں کی چار قسمیں

یہ چار قسمیں ہیں بزرگوں کی۔ ایک سالکین، جو معمولات ہوتے ہیں بزرگوں کے بتائے ہوئے ان کے مطابق عمل کر کے چلتے رہنا۔ رستے پر چلنے کو کہتے ہیں سلوک۔ تو یہ سالکین کہلاتے ہیں جو معمولات کی پورے طور پر پابندی کر کے اس کے مطابق چل رہے ہوتے ہیں۔

دوسری قسم ہوتی ہے مجذوبین۔ تو ایک سالک ہوئے، یہ مجذوب ہوئے۔ مجذوب، جذب کے معنیٰ کھینچ لینا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ تو جب اوپر سے کسی کو کھینچ لیا جائے، تو یہ جہان اور یہ دنیا اور یہ چیزیں اور یہ جسم اور اس کی ضرورتیں اور بھوک اور پیاس، کوئی چیز نہیں

رہتی، ان کو اس جہان سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

اسی لئے بارہا میں نے بتایا کہ ہمارے والد صاحب نوراللہ مرقدہ سولہ برس پہلے جو کپڑا بدن پر رہا ہوگا، وہی ہم نے اس وقت دیکھا۔ اور نہ بستر ہے، صرف پتھر پر ایسے ہی پڑے رہتے۔ گھر کا دروازہ بھی آگے سے، پیچھے سے بند، نہ پانی، نہ کھانا۔ اور تھے اسی طرح گورے، چٹّے، جسم بھی مائل بجسامت، اس میں کوئی تھوڑی بہت عمر کے اعتبار سے کوئی کمی آئی ہوگی۔ یہ تو اپنے گھر میں، گاؤں میں ہوتے تھے، وہاں سے سفر کے لئے بس لینی ہو، تو پیدل جانا پڑتا تھا دو تین میل، اور بارش ہو تو اس راستہ پر بھی جا نہیں سکتے تھے۔ مگر لوگ ان کو دیکھتے تھے کہیں احمد آباد میں، کہیں دوسری جگہوں پر ہیں، کبھی ریل میں ہیں۔

یہ ہوتے ہیں مجذوب کہ جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے کھینچ لیتے ہیں۔ اور تیسرے ہوتے ہیں مجذوب سالک۔ تو یہ شیخ عبدالہادی مجذوب سالک تھے۔ چوتھی قسم ہے سالک مجذوب کہ جو چل رہا ہے اپنے معمولات پر، تو اس کے نتیجہ کے طور پر اس کو اوپر سے کھینچ لیا جاتا ہے ذاتِ الٰہی کی طرف، وہ سالک مجذوب ہے۔

شیخ عبدالہادی کا تو سلوک بھی شروع نہیں ہوا تھا، ابھی تو بچے ہیں، پڑھ رہے تھے، ابتدائی طالبِ علم تھے، مگر مجذوب بزرگ کی نظر پڑ گئی، ان کا جھوٹا کھایا اور کھاتے ہی صحرانوردی شروع کر دی۔

مرحوم اسحاق بھائی اچھا

آج میں نے خواب میں دیکھا ہمارے اسحاق بھائی اچھا کو۔ جو میں نے گھر والوں کو سنایا کہ وہ ان پڑھ آدمی تھے بالکل، کوئی چیز، نہ قرآن شریف، انگریزی کا ایک حرف نہیں جانتے تھے، مگر ان سے بہتر پلمبر آج کل بھی کوئی نہیں ہوگا۔ باقاعدہ سالہا سال جنہوں نے کورس کئے ہوں، وہ بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کوئی نئی چیز لے کر آتے تھے اور اس کو لگانا پہلے ہی شروع کر دیا۔

آدھا کام کر کے کسی کو کہتے تھے کہ ذرا اس کو پڑھو، اس میں کیا لکھا ہے۔ صرف انگریزی بول سکتے تھے فیکٹری میں کام کرنے کی وجہ سے۔ تو کلمہ، نماز کوئی چیز ان کے پاس نہ تھی۔

جمعہ بھی ہوتا تھا، مگر وہ بیچارے اپنے دھندے میں لگے رہتے تھے۔ یہاں دارالعلوم میں رہتے ہوئے بھی، دوسری کئی مسجدوں میں کام کیا ہوگا، پچاسوں مسجدوں میں، تو جمعہ کے وقت میں بھی اپنے کام میں مصروف رہتے تھے۔ مگر اللہ کی شان کے جب وہ اس کام کے نہیں رہے اور پھر کام نہیں کر سکتے تھے، بیمار ہو گئے، تو پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسجد دے دی۔ پھر تو گھر اور مسجد میں ہر وقت رہتے۔

کبھی کبھی میں ان کو دیکھنے کے لئے جایا کرتا تھا، تو زکریا مسجد کے سامنے گبن اسٹریٹ ہے، وہاں کہیں ان کا مکان تھا۔ تو ان کو دیکھنے کے لئے میں گیا، تو احمد آڈیا، وہ ان کے خاص مددگاروں میں سے تھے، قاری یعقوب صاحب آڈیا کے چچازاد بھائی احمد آڈیا، جن کو کسی نے، کوئی ذہنی بیمار تھا، اس نے کسی شاپ میں چاقو مار دیا تھا، شہید ہو گئے تھے۔ تو وہ ان کو دارالعلوم میں ضرورت ہوتی مدد کی، تو ان کو لے آتے تھے۔ تندرست آدمی تھے، مضبوط تھے۔

جب میں اسحاق بھائی کو دیکھنے کے لئے گیا، تو احمد بھائی ان کو یاد دلانے لگے، اسحاق بھائی، وہ آپ بتائیے مولوی صاحب کو بتاؤ کہ وہ کیا آپ کہہ رہے تھے کل؟ تو زور سے قہقہہ لگانے لگے اسحاق بھائی۔ کہنے لگے کہ میں ان سے کہتا ہوں کہ میرے پاس ابھی حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تھے اور فلاں آئے تھے۔ اور کہا کہ یہ میں دیکھتا ہوں کہ دیکھو، یہ کعبہ شریف سامنے۔ تو اسحاق بھائی کہنے لگے، یہ لوگ ہنستے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ بھی خود بھی ہنسنے لگے۔ تو پھر احمد بھائی سے میں نے کہا کہ نہیں، نہیں، یہ سچ مچ ایسا ہوتا ہے۔ ورنہ یہ ساری عمر جب یہ اس بیماری میں نہیں تھے، عمر بھر میں کبھی انہوں نے ایک کلمہ جھوٹ کبھی نہیں بولا، انتہائی بالکل سادہ لوح انسان، تو پھر میں نے ان سے پوچھا، کیا کیا دیکھا؟ وہ بتاتے چلے گئے۔

یہ تھے مجذوب کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی طرف اوپر کھینچ لیتے ہیں۔تو جیسے ہی شیخ عبدالہادی نے کھایا کہ اللہ نے اوپر کھینچ لیا۔اس کے بعد وہ اسی حال میں کچھ عرصہ تک رہے۔چشتی سلسلہ کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ نے ان کو اس حال میں دیکھا،تو انہوں نے کہا کہ آؤ، ہمارے ساتھ رہو۔زبردستی ان کو اپنے پاس رکھا۔تو آہستہ،آہستہ،آہستہ،ان کو نیچے لانا شروع کیا،اس لئے کہ وہ حالت جذب میں تھے،ان کو آہستہ نیچے لانا پڑتا ہے۔

جیسے میں نے حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کے متعلق سنایا تھا کہ حضرت کے معتکف کے باہر ذاکرین کی ذکر کی مجلس ہورہی ہے،حضرت بھی اپنے مراقبہ میں ہیں،تو میں اپنے ذکر سے فارغ ہوکر قرآن شریف لے کر بیٹھا ہوا ہوں،معتکف کی چادر پڑی ہوئی ہے،حضرت نے نگاہ اٹھائی، اوپر دیکھا، پوچھا کون؟ میں نے کہا یوسف۔ پوچھا، یہ کیا؟ میں نے کہا،قرآن شریف۔ پوچھا، کون سا قرآن شریف؟

تب میں نے سوچا کہ حضرت تو یہاں نہیں ہیں۔اب ان سے ذرا اور کوئی بات کی جائے تاکہ بات کے تسلسل کی وجہ سے آہستہ آہستہ نیچے آئیں گے۔تو پھر میں نے یہ نہیں کیا کہ سکوت کرلوں، بلکہ میں نے کہا کہ حضرت، یہ قرآن شریف ہے۔جب پوچھا،کونسا قرآن شریف؟ تب میں نے کہا یہ بغیر ترجمہ کا قرآن شریف ہے۔اتنے میں پھر وہ نیچے آچکے تھے۔فرمایا،اچھا اچھا۔تو یہ قرآن شریف سے مراد کیا،اس کو بھی نہیں سمجھ پارہے تھے،اپنے ذکر اور مراقبہ سے سر اٹھایا مگر اوپر ہی تھے۔

تم سے تو کام لینا ہے

یہ بزرگ بھی ان کو اپنے ساتھ لے گئے شیخ الہادی کو اور اپنے پاس رکھا۔آہستہ آہستہ ان کو نیچے لائے اور پھر دوبارہ ان کو سلوک پر ڈالا۔تو پہلے یہ مجذوب ہوئے، پھر اس کے بعد ہوئے سالک اور ان کو سلوک طے کرایا۔

جب یہ بے خبری کے عالم میں تھے، انہیں کچھ پتہ نہیں تھا، اور پھر ان بزرگ سے جب ملاقات ہوئی، تو ان کے سمجھانے پر بھی ان کے ساتھ رہنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ تو ایک دن خواب دیکھا۔ صبح اٹھ کر ان بزرگ سے بیان کرتے ہیں کہ آج رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں اس طرح ضائع نہیں ہونے دوں گا، تم سے تو کام لینا ہے۔

ہمارے حضرت مولانا ہاشم صاحب پر بھی کچھ عرصہ ایسی حالت طاری رہی تھی جس کے دوران خواب یا بیداری میں حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کو انہوں نے دیکھا تھا اور اسی کے قریب جملہ حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ نے فرمایا تھا۔ حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم ذکر اتنا کرو، اتنا کرو کہ **حتیٰ یقال مجنون** کہ کہا جائے پاگل۔ تو لوگ تو سمجھتے ہیں مجنون ہے، پاگل ہے۔ اور ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے ہیں کہ نہیں، میں تمہیں ضائع نہیں ہونے دوں گا اور تم سے تو کام لینا ہے۔

بیعت اور خلافت

چنانچہ پھر باقاعدہ طور پر حضرت شیخ عبدالہادی حضرت شیخ عضدالدین سے بیعت ہوئے اور ان کی طرف سے خلافت پائی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عظیم کام لیا۔

جس زمانہ میں یہ سلوک اور جذب چل رہا تھا، تو طریق میں تھوڑی سی آمیزش ہوگئی تھی دوسری چیزوں کی، علم کی کمی کی وجہ سے، مدارس کے انحطاط کی وجہ سے، مدارس کے ختم ہو جانے کی وجہ سے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ سلسلہ چلانا تھا، تو اس حال میں بھی اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کو باقی رکھا۔

پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، ان حضرات کے ذریعہ دوبارہ طریقِ سنت کو زندہ کیا۔

اس لئے حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جب آپ دہلی سے چل کر پھولت پہنچے ہیں، جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اقامت گاہ تھی پھولت، تو وہاں سے جب گزرے، تو وہاں ایک بڑے علامہ تھے، حضرت مولانا عبدالحی صاحب پھولتی رحمۃ اللہ علیہ۔ تو ساری دنیا حضرت سید احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جارہی تھی، تو انہوں نے بھی ان کے ساتھ سفر کی تمنا ظاہر کی کہ میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ مگر والدین نے سوچا کہ ہمارا بیٹا ساری عمر کی تمنائیں تو اسی سے وابستہ ہیں، یہی چلا جائے گا، تو ہمارا کون؟ اس لئے منع کیا۔

سب سے بڑا جہاد والدین کی اطاعت

حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ دیکھ رہے تھے کہ والد منع کر رہے ہیں، یہ ضد کر رہے ہیں۔ پھر انہوں نے فیصلہ فرمایا۔ فرمایا کہ اب دیکھو، جہاد میں جانا بھی دین ہے، مگر دین ہی کا ایک اعلیٰ ترین فرض ہے ماں باپ کی اطاعت اور ان کی فرمابرداری۔ اور تمہارے والد تیار نہیں ہیں، اس لئے تم سفر نہ کرو۔

جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے پوچھا، عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے آپ کے ساتھ جہاد میں چلنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **أحيٌّ والداك؟** تمہارے والدین زندہ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ **نعم، يا رسول اللّٰه،** جی ہاں۔ ارشاد فرمایا **ففيهما فجاهد،** جاؤ، انہیں کے ساتھ رہو، یہی تمہارا جہاد ہے۔

حضرت مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو فرمایا کہ نہیں، تمہارے والدین منع کرتے ہیں، تو تم یہیں رہو۔ اب قافلہ چلا گیا۔ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کے بعد حضرت شیخ عبدالحی ادھر اپنے یہاں نہ کھانے کے، نہ پینے کے، رات دن رونا، دھونا، ایک مصیبت ہوگئی۔ تو والدین نے جب ان کا حال دیکھا، تو کہا کہ بھائی، اس طرح تو تم مرجاؤ گے۔

اس سے بہتر یہ ہے کہ تم چلے جاؤ۔

چونکہ بہت بڑے علامہ تھے، تو پورے قافلہ کے سب سے بڑے مفتی، سب سے بڑے قاضی بن گئے۔ ان کے اس سفر کے جو قضاء کے فیصلے ہیں، جو مقدمے ان کے سامنے پیش ہوتے تھے، جس میں یہ فیصلے کرتے تھے، فتویٰ دیتے تھے، سب منقول ہیں۔

مجھے تو صرف یہ سنانا تھا کہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب علامہ عبدالحی پھولتی کو یہ منصب دیا کہ تم اس پورے ہمارے نظام کے، نہ صرف قاضی اور مفتی ہو، بلکہ جہاں کہیں بھی کسی کو بھیجنا ہے اور کسی کو کوئی منصب سپرد کرنا ہے، وہ بھی تمہارے ذمہ۔ اور ایک چیز تمہارے ذمہ یہ کہ ہمارے اس نظام میں اور خود میری ذات میں جب تم کوئی چیز دیکھو کہ خلاف سنت ہے، تو فوراً ٹوک سکتے ہو۔

اب باوجودیکہ وہ مرید ہیں، لیکن پیر صاحب سے جب یہ جملہ سنا، تو کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کیا کہ اگر خلافِ سنت کوئی چیز ہم دیکھیں گے، تو آپ کے ساتھ رہ کیسے سکیں گے؟ ہم رہ ہی نہیں سکتے۔

اب چونکہ ساری دنیا حضرت سید صاحب پر فدا تھی۔ تو وہ وہاں پٹنہ میں، جس طرح احمد آباد مشہور تھا کپڑے کی صنعت میں، تو اس زمانہ میں پٹنہ، بہار کا شہر ہے، وہ بہت مشہور تھا، وہاں کپڑے بڑے شاندار بنتے تھے۔ تو وہاں کے ایک بڑے تاجر تھے، تین سو ساٹھ جوڑے ہر سال سید صاحب کے پاس یکم محرم کو بھیج دیتے تھے، کئی صندوق بھر کر، روز کے لئے ایک نیا جوڑا کہ ہماری چاہت یہ ہے کہ آپ ہمارے کپڑوں میں سے روز ایک نیا جوڑا پہنیں۔ حضرت سید صاحب روز ایک نیا جوڑا بدلتے تھے اور وہ جو ایک دن پہنا، وہ کسی کو ہدیہ کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قبولیت اس قدر عطا فرمائی تھی۔

ایک جگہ سفر میں حضرت کا نکاح ہوا، تو ایک دن ذرا سی تاخیر ہوئی نماز میں، انتظار کرنا پڑا سید صاحب کی وجہ سے، دوسرے دن انتظار کرنا پڑا، تو تیسرے دن حضرت مولانا عبدالحی صاحب

نے اپنے پیرومرشد سے کہا، جو اتنے بڑے جلیل القدر امام ہیں، فرمایا کہ یا تو عبادتِ الٰہی ہوگی یا شادیوں کی عشرت ہوگی۔ مجمع میں سب کے سامنے کہا۔ اس طرح انہوں نے طریقِ سنت کو دوبارہ زندہ کیا ہے، جو ختم ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت کو زندہ کرنے کی توفیق دے۔ جس طرح شیخ عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے کام لینا ہے کاش کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی کام لے، ہماری اولاد سے، ہمارے خاندان سے، نسلوں سے کام لے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ نَبِیِّنَا وَ شَفِیْعِنَا وَ حَبِیْبِنَا وَ سَنَدِنَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَ سَلِّمْ، سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.